Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

فون: ۴۹-۴۴ ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۳/۷۸ | سوموار ۲۳/ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ ' ۱۱ اخاء ۱۳۷۲ھش ' ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۳ء نمبر ۲۲۷

تم نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو

خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنادے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ہفت روزہ "الفضل" انٹرنیشنل لندن کے پہلے تعارفی پرچے کی اشاعت کے موقعہ پر

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام

اخبار "الفضل" سیدنا حضرت (امام جماعت احمدیہ) الاول (-) کے بابرکت دور (امامت) میں حضرت (امام جماعت احمدیہ الثانی) (-) کے ذریعہ ۱۸۔ جون ۱۹۱۳ء کو جاری ہوا۔ اس وقت آپ منصب (امامت) پر مامور نہیں ہوئے تھے اور صاحبزادہ مرزا محمود احمد کے نام سے جانے جاتے تھے۔ آج وہی "الفضل" کا پرچہ جس کا آغاز بہت سادگی سے غالباً چند سو پرچوں سے ہوا تھا نئی آب و تاب اور شان کے ساتھ نئے عالمی دور میں داخل ہو رہا ہے اور لندن سے اس کے انٹرنیشنل ایڈیشن کی اشاعت کا آغاز ہو رہا ہے۔

الفضل کے لئے حضرت اماں جان (سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ (-) نے اپنی زمین کا ایک ٹکڑا بیچ کر اور حضرت امی جان (حضرت ام ناصر صاحبہ) (-) نے اپنے دو زیور پیش کر کے جنہیں حضرت (امام جماعت احمدیہ الثانی) (-) نے خود لاہور جاکر فروخت کیا اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے نقد روپے اور زمین کا ایک ٹکڑا دے کر ابتدائی سرمایہ مہیا کیا نیز حضرت قاضی ظہور الدین صاحب اکمل، حضرت صوفی غلام محمد صاحب اور حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر جیسے بزرگ (رفقاء) نے بھی خصوصی معاونت فرمائی۔

اخبار الفضل خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تقسیم ہندوپاک سے پہلے برصغیر میں مسلسل بلا روک ٹوک مکمل آزادی کے ساتھ جماعت کی علمی، روحانی اور مذہبی خدمات سرانجام دیتا رہا اور اس اخبار نے جماعت کے ایک بڑے حصہ کو دنیا کے روزمرہ کے اخباروں سے بھی ایک حد تک مستغنی رکھا کیونکہ عالمی اور ملکی خبریں نہایت عمدہ اور دلچسپ انداز میں اختصار کے ساتھ اس اخبار میں شائع ہوتی رہیں لیکن تقسیم ہندوپاکستان کے بعد جب پاکستان میں ملائیت نے سر اٹھانا شروع کیا تو الفضل پر کئی ابتلاء کے دور آئے اور کئی قسم کی پابندیاں لگنی شروع ہوئیں۔ یہاں تک کہ جنرل ضیاء صاحب کے آمرانہ دور میں تو حتی المقدور الفضل کی آواز کو دبانے اور الفضل کی آزادی پر قدغن لگانے کی ہر مذموم سعی کی گئی حتی کہ ایک لمبا تکلیف دہ دور ایسا بھی آیا جبکہ یہ اخبار مسلسل بند رہا اور پاکستان کی جماعت خصوصیت کے ساتھ مرکزی خبروں کے اس اہم رشتے سے کٹ جانے سے بے چین اور بے قرار رہی۔ تربیتی لحاظ سے بھی خصوصاً چھوٹی جماعتوں میں اس کا منفی اثر ظاہر ہونا شروع ہوا لیکن جماعت احمدیہ نے بالآخر قانونی چارہ جوئی کے ذریعہ الفضل کے اجراء کا حق بحال کرالیا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت کی عدلیہ کو جزا دے جنہوں نے جماعت احمدیہ کے معاملہ میں انصاف کا جھنڈا بلند کرنے کی جرات دکھائی۔

اس از سرنو اجراء کے باوجود وہ مستقل پابندیاں جو ضیاء صاحب کے آمرانہ آرڈیننس کے ذریعے جماعت پر قائم کی گئیں ان پابندیوں سے الفضل اور جماعت کے دیگر جرائد و رسائل کو جو مستقل زخم لگائے گئے تھے وہ اسی طرح ہرے رہے اور رستے رہے۔ چنانچہ آج بھی آپ جگہ جگہ الفضل کی عبارتوں اور جملوں میں جو خلاء دیکھتے ہیں یا بریکٹوں میں بعض غائب عبارتوں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے یہ سب انہی زخموں کے رستے ہوئے ناسور ہیں۔

جماعت احمدیہ عالمگیر اپنے بہت ہی محبوب روزنامہ کے ساتھ یہ بدسلوکی ہوتے دیکھ کر ہمیشہ کرب محسوس کرتی رہی اور یہ خیال باربار ابھرتا رہا کہ کیوں نہ الفضل کا ایک عالمگیر متبادل جاری کیا جائے۔ مزید اس خیال کو اس وجہ سے بھی مزید تقویت پہنچی کہ محض الفضل کی آزادی تحریر پر ہی نہیں پابندی نہیں تھی بلکہ اشاعت کی راہ میں ازراہ شرارت باربار روکیں ڈالی جاتی رہیں۔ چنانچہ جس طرح بے باک حق گو "ہفتہ وار لاہور" کے ساتھ مستقلاً یہ سلوک جاری رہا کہ نامعلوم بے چہرہ اداروں کی طرف سے ڈاک خانوں سے بنڈل کے بنڈل غائب کر دیئے جاتے تھے اور اب بھی کم و بیش یہ سلسلہ جاری ہے ویسا ہی کچھ معاملہ الفضل سے بھی گاہے بگاہے ہوتا رہا جس کی وجہ سے اچانک اخبار کی ترسیل میں خلا پیدا ہونا عالمگیر قارئین کے لئے مزید اذیت کا موجب بنتا رہا۔ یہ وہ پس منظر ہے جس نے بالآخر الفضل کی عالمگیر اشاعت کی ضرورت اور خواہش کو حقیقت کا روپ عطا کر دیا۔

تاریخی ریکارڈ کے طور پر مختصراً یہ بیان کرنا مناسب ہوگا کہ الفضل کے عالمگیر اجراء کے لئے پہلے مکرم چوہدری رشید احمد صاحب کی صدارت میں ایک کمیٹی مقرر کی گئی جس کے درج ذیل ممبران تھے۔

۱۔ مکرم مولانا بشیر احمد خان صاحب رفیق
۲۔ مکرم نصیر احمد صاحب قمر
۳۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید
۴۔ مکرم عبد الماجد طاہر صاحب
۵۔ مکرم صفدر حسین عباسی صاحب
۶۔ مکرم لئیق احمد طاہر صاحب
۷۔ مکرم خلیل الرحمان ملک صاحب
۸۔ مکرم سعید احمد جسوال صاحب

اس کمیٹی نے لمبے عرصہ تک بڑی محنت سے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے غور و خوض کیا اور ساتھ ساتھ مجھے مطلع رکھ کر ہدایات لی جاتی رہیں۔ میں اس کمیٹی کا ممنون ہوں آپ بھی ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ انہوں نے (-) بہت عمدہ کام کیا ہے۔ اب جبکہ سارے انتظامات تقریباً مکمل ہیں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئندہ صدر کمیٹی مکرم رشید احمد صاحب چوہدری کو پہلا مدیر اعلیٰ مقرر کیا جائے اور ان کے ساتھ مکرم منیر احمد صاحب جاوید اور مکرم عبد الماجد طاہر صاحب کو بطور نائب مدیر خدمت کا موقع دیا جائے۔ مینیجمنٹ کی نگرانی ایڈیشنل وکیل تصنیف مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق کے سپرد کی گئی ہے۔ الفضل انٹرنیشنل بلاناغہ ہفتہ وار جاری کرنے میں ابھی کچھ اور وقت لگے گا لیکن اس کا ایک نمونہ پہلے پرچہ کے طور پر احباب کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک معین ہفتے کے الفضل کی اہم خبروں، دلچسپ مضامین اور منظوم کلام پر مشتمل ہے۔ مزید برآں جماعت کی بین الاقوامی اہمیت کی خبروں کو بھی اس میں شامل کر دیا گیا ہے جو کسی مجبوری کی وجہ سے اس معین عرصہ کے الفضل میں شائع نہیں ہو سکیں۔ تجویز یہ ہے کہ آئندہ (اللہ نے چاہا تو) بعض مستقل عناوین کے تابع اس میں مزید مقالہ جات اور مضامین بھی شامل کئے جاتے رہیں گے تاکہ بعینہ پاکستان کے الفضل کی نقالی نہ ہو بلکہ اسے مزید دلچسپ اور مفید بنانے کی کوشش کی جائے۔ یہ پہلا نمونہ احباب کی خدمت میں صرف دعا کی تحریک کے ساتھ پیش ہے۔ جہاں کمیٹی کے ممبران کا شکریہ ادا کیا گیا ہے وہاں مکرم نعیم عثمان صاحب کا نام بھی شامل ہونا چاہئے جنہوں نے اشتہارات کے حصول کے ذریعہ الفضل انٹرنیشنل کے اس پرچے کی قابل قدر خدمت سرانجام دی اور صرف احمدیوں سے ہی نہیں بلکہ جماعت سے باہر دوسرے تجارتی اداروں سے بھی اشتہار حاصل کئے۔ امید ہے کہ جماعت کے

باقی: ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغاسیف اللہ- پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۱ / اخاء ۷۲ ۱۳ہش ۱۱ / اکتوبر ۱۹۹۳ء

حقیقی امن اور آسائش

انسان آرام اور چین کی زندگی چاہتا ہے۔ تکلیف تو وہ اپنی غلطی سے بھی اٹھا سکتا ہے۔ لیکن وہ سب سے زیادہ ڈرتا دوسروں کی غلطی سے ہے۔ کوئی اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا اور اس کے اس پر کیا اثرات پڑیں گے۔ یہ بات بہت پریشانی کا باعث ہوتی ہے۔ اس لئے وہ کوشش کرتا ہے کہ دوسروں کے ضرر سے محفوظ رہے۔ بعض اوقات وہ اس کوشش میں کامیاب ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اسے کامیابی نہیں ہوتی اور وہ دوسروں کے ضرر سے متاثر ہو جاتا ہے۔

دوسروں کے ضرر سے بچنے کے لئے بہترین طریق جو حضرت امام جماعت الاول۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے نے بیان فرمایا ہے۔ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے چنانچہ حضور فرماتے ہیں "حقیقی آرام اور آسائش حاصل کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرلے۔ جب اس سے تعلق پیدا کرلے گا تو پھر سب کچھ اپنے آپ ہی اس کا مطیع اور فرمانبردار ہو جائے گا۔" ہم سب جانتے ہیں کہ جو حقیقی مطیع اور فرمانبردار ہو وہ کبھی ضرر نہیں پہنچاتا۔ پس ساری دنیا کو اس رنگ میں اور اس طور پر مطیع اور فرمانبردار بنالینے سے انسان ہر قسم کے ضرر سے بچ جاتا ہے۔

البتہ یہ بات غور کرنے الی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا مطلب کیا ہے اور یہ تعلق کس طرح پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے اہم بات جو سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ہمارا خالق اور مالک ہے اور ہم اس کے بندے ہیں۔ وہ ہمارے متعلق سب کچھ جانتا ہے۔ اور ہم اپنے متعلق بھی کچھ نہیں جانتے۔ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ اور کونسی بات اور کونسا فعل ہمارے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اس کی باتیں سنیں اور مانیں۔ اور اس پر عمل کریں۔ اس کی باتوں پر عمل کرنا اور اس کے احکام کی تعمیل کرنا ہی تعلق پیدا کرتا ہے۔ جس جس قدر ہم اس کے احکام کی تعمیل کریں اسی قدر ہمارا تعلق اس سے مضبوط ہوتا ہے۔

اس سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کی جائے تو پھر نہ ہماری زندگی میں کوئی تضاد رہتا ہے اور نہ ہمارا کسی اور سے یا ماحول سے تضاد رہتا ہے۔ سب کچھ ایک ہی سمت میں چلنے لگتا ہے۔ ٹکراؤ کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔ اور اس امکان کے ختم ہو جانے سے ہماری زندگی اور باقی سب لوگوں کی بھی امن کے دائرہ میں داخل ہو جاتی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے ہم حقیقی امن اور آسائش حاصل کر سکتے ہیں۔ یہی ہماری خواہش ہے۔ یہی ہماری امنگ۔ اور اسی کا حصول ہماری زندگی کا منتہائے نظر۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق ارزانی فرمائے۔

دن کے ڈھلتے ڈھلتے مجھ سے شام کی بات کرو
رہنے دو آغاز کی بات' انجام کی بات کرو
جور و تعدی' ظلم و ستم اور دار و رسن کا حال
انکو مت تعزیر کہو' انعام کی بات کرو
ابوالاقبال

آنکھوں میں جو بستا تھا وہ گلزار کہاں ہے
پھوٹا تھا ترے دل میں جو اک پیار کہاں ہے

تو اپنی اڑانوں کو بلندی پہ نہ لے جا
تجھ سی ترے اغیار میں رفتار کہاں ہے

دیکھے وہ مجھے ذرۂ ناچیز پہ جھکتا
مہر و مہ و انجم کا پرستار کہاں ہے

میں اپنی امنگوں کو ارادوں میں بدل دوں
اس دور میں آزادئ افکار کہاں ہے

ہے تیری روش عجز کے اظہار کی ممنون
اس راہ میں گنجائشِ پندار کہاں ہے

اس دور کی آواز کو سن اور سمجھ جا
مل بیٹھ کے ہوتی تھی جو گفتار کہاں ہے

میں کس سے سیہ رات کی ظلمات میں پوچھوں
مجھ ایسا کوئی اور سیہ کار کہاں ہے

پہلی سی کہاں ہے ادب آداب کی وہ بات
پہلے سا کوئی واقفِ اقدار کہاں ہے

ہم بادہ پرستوں پہ نظر رہتی ہے اس کی
اس ساقی میخانہ سا ہشیار کہاں ہے

جو کچھ بھی سمجھنا ہے وہ ہیں خواب کی باتیں
بیدار نسیم اصل میں بیدار کہاں ہے

نسیم سیفی

آج احمدی خواتین کو اپنے سینوں کو خدا کی محبت سے روشن کرنا ہوگا۔ آپ کے تبدیل ہوئے بغیر آپ کی اولاد تبدیل نہیں ہو سکتی۔ جب تک آپ کی بات خدا کے نور سے نہ بھر جائے آپ کی اولاد کے سینے خدا کے نور سے نہیں بھر سکتے۔ اپنے گرد و پیش اپنے ماحول میں خدا کی محبت کے رنگ بھرنے کی کوشش کریں۔ ابتدائی دور میں (بچوں کو) خدا کے پیار کی لوریاں دیں۔ خدا کی محبت کی ان سے باتیں کریں۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحبزادہ مرزا مجید احمد

محبوبِ حقیقی

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی توجہ کا مرکز اس کی ماں ہوتی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس نے اپنی زندگی کا آغاز ماں کے رحم سے کیا۔ اس کے خون سے وہ اپنی غذا حاصل کرتا رہا اور اس کے جسم سے پلاسینٹا کے ذریعہ اس کا اتصال رہا۔ یہ اتنا بڑا جوڑ ہے کہ جس کے اثرات موت تک قائم رہتے ہیں۔ پھر پیدائش کے بعد اس زندگی کا انحصار ماں پر ہی رہتا ہے۔ ماں کا ہی دودھ اس کی غذا ہوتی ہے۔ وہ اسے نہلاتی دھلاتی ہے۔ اس کے کپڑے تبدیل کرتی ہے۔ اس کی غلاظت دھوتی ہے۔ اسے لوریاں دیکر سلاتی ہے۔ غرض ماں کا بیشتر وقت اس کی دیکھ بھال میں صرف ہوتا ہے اور بچہ بھی جب ماں کو نظروں سے اوجھل پاتا ہے تو بے قرار ہو جاتا ہے۔ یہ کیفیت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک وہ چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہو جاتا۔ اب وہ ساتھ ساتھ دوسرے بچوں سے کھیلنا شروع کردیتا ہے تو وہ ایک نئی جہت میں سفر کا آغاز کرتا ہے۔ اب ماں کے علاوہ اس کے دوست بھی اہمیت اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔ خاص طور پر اگر اس کا کوئی بہن بھائی پیدا ہو جائے تو ماں کی توجہ اس سے نسبتاً ہٹ کر نومولود پر مرکوز ہو جاتی ہے یہ اس کے لئے ایک SHOCK STAGE ہوتی ہے جہاں وہ اپنے مرکز محبت اور توجہ کو اپنی طرف سے ہٹتا ہوا پاتا ہے تو وہ ایک اور ساتھی کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہے۔ یہ اس کے دوست ہوتے ہیں اب وہ ان میں اپنا زیادہ وقت گذارتا ہے اور یہاں ہی سکون اور رفاقت پاتا ہے۔ ماں یا گھونسلہ کی طرف وہ کھانے یا سونے کے لئے ہی رخ کرتا ہے۔ اگر اس کا بس چلے تو وہ ہر وقت دوستوں میں ہی گزارے۔ پھر جب وہ جوانی میں داخل ہوتا ہے تو اس کی اور حسیں بیدار ہونی شروع ہو جاتی ہیں جو اسے دوسری جنس کی طرف کھینچتی ہیں۔ اب وہ دوستوں کے علاوہ ایک جیون ساتھی ڈھونڈتا ہے جو نہ صرف اس کا دوست اور غم گسار بھی ہو بلکہ اس کی جنسی تسکین کا بھی موجب بنے۔

اس کے بعد بھی اس کی تلاش کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔ ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد بھی یعنی پہلے ماں باپ سے تعلق۔ پھر دوستوں سے تعلق پھر بیوی سے تعلق پر بھی ایک نامعلوم کمی اور خلش اسے ستائے رکھتی ہے کیونکہ اسے یہ تمام دنیاوی رشتے وہ سکون پہنچانے میں ناکام رہتے ہیں جس کی اس کی روح متلاشی ہے۔ وہ ان تمام رشتوں میں دوام نہیں پاتا۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے ستارہ کو دیکھ کر کہا کہ کیا یہ میرا رب ہے؟ اور جب وہ ڈوب گیا تو سورج نے اس کی توجہ اپنی طرف کھینچی اور جب سورج بھی غروب ہو گیا تو وہ پکار اٹھا کہ جو غروب ہو جاتا ہے وہ کس طرح میرا رب ہو سکتا ہے اسی طرح انسان پہلے ماں میں تسکین اور حفاظت تلاش کرتا ہے پھر اسے اپنے دوستوں میں ڈھونڈتا ہے اور پھر اپنی زوج میں پانے کی کوشش کرتا ہے مگر یہ تمام چیزیں وقتی توجہ اور تسکین اور حفاظت کا موجب تو بنتی ہیں مگر ابدی سکون نہیں دیتیں اور تلاش جاری رہتی ہے انسان ایک ایسی ہستی چاہتا ہے جو صرف وقتی سکون دینے والی نہ ہو جس طرح شراب وقتی سکون پیدا کردیتی ہے بلکہ ایسی ہستی ہو جو نہ آفتاب کی طرح غروب ہوتی نہ دن نکلنے پر ستاروں کی طرح ماند پڑ جاتی ہو۔ جس سے اس کی روح کا اتصال ہو سکے۔ جو اس کی روح کی حقیقی زوج بننے کی خوبیاں رکھتی ہو۔ جس کی گود میں بیٹھ کر وہ ماں جیسی شفقت پا سکے۔ دوستوں کی سی رفاقت اور بیوی جیسی تسکین۔ یہ تمام خصوصیات ایک ذات میں جمع ہوں تب وہ خدا کی طرف حقیقی طور پر لوٹتا ہے کیونکہ وہ صرف اسی میں ماں کی شفقت۔ دوست کی رفاقت اور بیوی جیسی غم گساری پاتا ہے۔ وہ خدا کی آواز سنتا ہے کہ دیکھ میں ہی تیرا خالق ہوں۔ میں ہی تیرا حقیقی رفیق ہوں اور میں ہی تیرا حقیقی غم گسار۔ یہ تمام رشتے جن سے تو گزر کر آیا ہے دراصل یہ میری ہی صفات کے پرتو تھے لیکن جس طرح شیشہ پر پڑا ہوا عکس، عکس کی حد تک ہی رہتا ہے حقیقت کا روپ نہیں دھار لیتا اور جو فرق حقیقت اور عکس میں ہے وہ ہی مجھ میں اور ان زمینی رشتوں میں ہے۔ میں حقیقت ہوں اور یہ میرے ہی پیدا کئے ہوئے عکس ہیں۔ جس طرح پانی میں پڑتا ہوا عکس ذرا سا پانی کو ہلانے پر مٹ جاتا ہے لیکن جس کا عکس پڑ رہا ہوتا ہے وہ تو موجود رہتا ہے اسی طرح تیرے یہ سارے زمینی سہارے میری صفات کے عکس ناپائیدار ہیں یہ تو تجھے ایک انسان ہونے کے ناطے میں نے اپنی صفات کے اظہار کے لئے اور تجھے اپنی محبت کا مزا چکھانے کے لئے پیدا کر رکھے تھے تاکہ تجھے اس محبوب حقیقی کی محبت کا کچھ تو پتہ چل سکے۔ پس اے بندے اپنے رب اور محبوب حقیقی کی طرف لوٹ آ کہ تجھے یہاں ہی حقیقی سکون اور دائمی زندگی ملے گی۔

اللہ تعالیٰ کی ذات لطیف اور پاک ہے۔ وہ سراسر نور ہے۔ جبکہ انسان کی ذات کثیف اور ضعیف ہے۔ ان کا اتصال اس وقت تک ممکن نہیں جب تک انسان کی روح پاک نہ ہو جائے اور اپنی کثافت کو مجاہدات کے ذریعہ مصفی نہیں کر لیتی۔ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ نور اور ظلمات کا ملاپ ہو سکے۔ اسی وجہ سے انسان اپنی ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کر سکتا۔ جب اس نے اس کی تمنا کی جس طرح حضرت موسیٰؑ نے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خبردار کیا کہ یہ تیرے بس کی بات نہیں مگر اصرار پر جب ہلکا سا ہی جلوہ ہوا تو موسیٰ بے ہوش ہو گئے اور پہاڑ ریزہ ریزہ۔ اس لئے خدا کو خود بندے کی حدود بشری تک اترنا پڑتا ہے۔ انسان نے خود اپنی قوت سے معراج حاصل نہ کیا بلکہ جب وہ اس مقام تک پرواز کر چکا جہاں تک اتصال ممکن ہو سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ ہی اسے آسمانوں تک اٹھا کر لے گیا اور پھر جہاں تک انسان کی روح پرواز کر سکتی تھی اس نے کی مگر پھر اللہ تعالیٰ کو ہی اس پر جھکنا پڑا اور اوپر کی الوہی قوس نیچے کی بندگی کی قوس سے متصل ہو گئی۔

یعقوب امجد

اردو کا مقام و مرتبہ

"**الفضل**" نے جناب گوپی چند نارنگ صاحب کے "املانامہ" کا اقتباس چھاپ کر اردو کے دلدادگان پر احسان کیا اور انہیں یہ احساس دلایا کہ وہ بھی اپنی قومی زبان اردو کے لئے کچھ تو تحریر کریں۔ چنانچہ یہ سطور اسی احساس کی بیداری کا ثبوت ہیں۔

پاکستان کی آزادی پر قریباً آدھی صدی گزرنے کو آئی ہے۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے پاکستان کے وجود میں آنے کے معاً بعد، جن مسائل پر دوٹوک اپنی رائے کا اظہار کیا تھا' ان میں ایک مسئلہ اردو زبان کا تھا۔ انہوں نے واضح طور پر اعلان فرمایا: پاکستان کی زبان اردو اور صرف اردو ہوگی۔ اس ایک جملے سے اردو زبان کی اہمیت اور اس کا مقام و مرتبہ عیاں ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اردو زبان کی اہمیت کے پیش نظر اردو کی ترویج و ترقی کے لئے انفرادی و اجتماعی ہر دو طور پر اہل قلم اور اصحاب فکر و نظر کام کر رہے ہیں۔ کوئی لغت پر کام کر رہا ہے۔ کوئی املانامہ کے مسائل کو حل کر کے اس میں یک جہتی پیدا کر رہا ہے اور کوئی اس کے تلفظ کو درست حالت میں قائم رکھنے کے لئے کوشاں ہے۔

قومی زندگی میں پانچ عناصر خصوصی توجہ کے حامل ہوتے ہیں: ۱۔ افراد قوم کا اتحاد ۲۔ قومی افکار کا اجتماعی ترقی پر اثر ۳۔ قومی تہذیب و تمدن میں یک جہتی ۴۔ بیرونی دنیا میں کسی قوم کا امتیازی نشان ۵۔ اور قومی زبان۔ ان پانچوں عناصر میں پہلے چار عناصر پانچویں عنصر یعنی قومی زبان سے مربوط ہیں۔ اس لئے کہ قومی زبان ان چاروں کے لئے مضبوط رشتے کا کام دیتی ہے۔ پس پاکستان میں جب تک حکومتی سطح پر اردو زبان کو کامل طور پر رواج نہیں دیا جائے گا' اس وقت تک ہمہ جہت ترقی کا خواب پورا نہیں ہو گا۔ پاکستان کی اس قومی ضرورت کے پیش نظر' اردو کو اس کا مقام جلد از جلد دینا ضروری ہے۔ کیا نگران حکومت اس کار خیر کا آغاز بھی کر سکتی ہے؟

پاکستان میں متعدد ادارے اردو کی ترقی کے لئے کام کر رہے ہیں۔ ایک ادارہ "مرکزی اردو بورڈ" کے نام سے لاہور میں زبان کی خدمت پر مامور ہے اور ایک ادارہ "اردو لغت بورڈ" کے نام سے کراچی میں کام کر رہا ہے۔ ایک ادارہ "مقتدرہ قومی زبان" کے نام سے اسلام آباد میں مصروف کار ہے۔ ان حکومتی اداروں کے علاوہ بعض نجی ادارے بھی اردو زبان کی خدمت پر کمر بستہ ہیں۔ اور نجی کوششوں کے باوجود اردو زبان "یک جنبش قلم" چاہتی ہے۔ تاکہ کوئی اس کا درد خواہ اس کا حق اسے دلائے اور بدیسی زبان کو نمبر دو زبان کرکے اس کو سربلند ہونے کا موقع دے۔ اس قسم کا جرأتمندانہ قدم وہی اٹھا سکتا ہے' جس کے دل میں قائداعظم کا مذکورۃ الصدر فرمان نقش ہو چکا ہو یا اسے اردو کی فریاد و فغاں تڑپا کر اپنی طرف مائل کرلے۔

اردو زبان پر کتنے ہی نازک دور آئے' کتنے ہی ناروا حملے ہوئے' مگر اردو کے نام پر اپنا تن من دھن نچھاور کرنے والے مولانا صلاح الدین احمد (مدیر ادبی دنیا) کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کچھ نہ کچھ اس کا حق ادا کرتے رہے۔ گزشتہ سال ایک خبر "روزنامہ جنگ" میں ان الفاظ میں چھپی تھی:-

اردو کے آٹھ حروف تہجی منسوخ کرنے کا فیصلہ۔ صرف مذہبی نوعیت کے الفاظ میں استعمال ہوں گے۔" (روزنامہ جنگ'

باقی ص ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم شیخ عبدالقادر

ملک عرب کا تعارف

ملک عرب اور اس کے باشندوں کے حالات 'ظہور اسلام سے پہلے۔

نقشہ عالم کو دیکھنے سے براعظم ایشیاء کے جنوب مغرب میں اور ہندوستان کے مغرب کی طرف ایک بہت بڑا مستطیل سا جزیرہ نما نظر آتا ہے یہ ملک عرب ہے۔ جس میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس ملک کی وجہ تسمیہ کے متعلق مورخین میں اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ چونکہ "عرب" کے لفظ کے مادہ میں فصاحت و بلاغت کے معنے پائے جاتے ہیں اور عربی زبان بھی دوسری زبانوں کی نسبت فصاحت و بلاغت میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے اس لئے اس ملک کا نام عرب مشہور ہو گیا بعض نے اس کے ریگستان اور بے آباد علاقہ ہونے کے باعث اس ملک کا نام عرب قرار دیا ہے یہ ملک عرب ہے۔ چونکہ اس ملک کے تین طرف پانی ہے یعنی مشرق میں خلیج فارس اور خلیج عمان مغرب میں بحیرہ احمر اور جنوب میں خلیج عدن اور بحر ہند اور چوتھی طرف ریگستان ہے اس لئے یہ جزیرہ عرب کے نام سے مشہور ہو گیا ہے۔

رقبہ اور سطح مرتفع

عرب کا رقبہ تقریباً ۱۲۔ لاکھ مربع میل ہے۔ طول اوسطاً "۱۶۰۰ میل ہے اور عرض اوسطاً "۷۰۰ میل ہے جسے سطح زمین کے لحاظ سے جغرافیہ دان تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اول ساحلی علاقہ۔ جو ہموار زمین پر مشتمل ہے۔ دوئم پہاڑی علاقہ جس کی درمیانی وادیوں کی پیداوار پر بہت حد تک ملک کا انحصار ہے سوئم صحرائی علاقہ جو عموماً بنجر اور غیر آباد ہے۔

آب وہوا

عرب میں کوئی مشہور اور قابل ذکر دریا نہیں۔ صرف کہیں کہیں موسمی ندیاں اور برساتی نالے ملتے ہیں۔ جن کی رونق بارش کے ایام میں ہی زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے تقریباً" ملک کا اکثر حصہ ریگستان اور غیر آباد ہے۔

خط سرطان ملک عرب کے درمیان میں سے گزرتا ہے۔ اس وجہ سے آب وہوا عموماً" گرم اور خشک ہے۔ موسم گرما میں بعض اوقات سخت مہلک لو چلتی ہے جسے باد سموم کہتے ہیں۔ جب یہ لو چلتی ہے تو درختوں کا رنگ متغیر ہو جاتا ہے۔ جانور اور پرندے مضطرب اور بے قرار ہو جاتے ہیں اور انسانوں کا تو یہ حال ہو جاتا ہے کہ زیادہ دیر تک لو چلے تو ان کا دم گھٹنے لگتا ہے۔ اور بعض اوقات موت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

اس ملک کی سب سے بڑی پیداوار کھجور ہے جس پر تمام ملک کا گزارا ہے اور کہیں کہیں جہاں پانی میسر آتا ہے انگور انجیر ناشپاتی وغیرہ پھل بھی پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ حجاز میں طائف اپنے باغات کے لئے خاص شہرت رکھتا ہے اور بعض ساحلی علاقوں میں پہاڑوں کی وادیوں میں کہیں کہیں جو اور جوار بھی بوئے جاتے ہیں۔ لوبیا اور دالیں اکثر جگہ ہوتی ہیں۔

حیوانات کے لحاظ سے عرب کے گھوڑے ساری دنیا میں مشہور ہیں۔ عرب کا اونٹ جسے زیادہ عرصہ پانی اور خوراک کے بغیر صحرا میں سفر کرنے کی وجہ سے بجا طور پر صحرا کا جہاز کہا جاتا ہے کی شہرت بھی دنیا میں کم نہیں ہے۔ گدھا بھی عموماً" ملک کے تمام حصوں میں مل جاتا ہے۔

جنگلی جانوروں میں شیر چیتا ہرن بکری اور گورخر (جنگلی گدھا) بھی کہیں کہیں پائے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں شتر مرغ بھی عرب کا مشہور جانور ہے۔

ملکی تقسیم

ملکی تقسیم کے لحاظ سے عرب کے بڑے بڑے حصے مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حجاز مغرب میں بحیرہ احمر کے ساتھ ساتھ یمن سے لے کر شام تک ایک مشہور پہاڑی علاقہ ہے مکہ معظمہ مدینہ منورہ طائف اور جدہ وغیرہ اسی علاقہ میں آباد ہیں۔

(۲) جنوب مغرب میں پہاڑی نالوں کی وجہ سے ایک نہایت ہی سرسبز اور شاداب علاقہ ہے۔ سباء کی قوم جس کا قرآن شریف میں ذکر آتا ہے ایک زمانے میں اسی جگہ آباد تھی۔ اس علاقے میں صنعاء ایک مشہور شہر ہے۔ عدن اور حدیدہ کی بندرگاہیں بھی اسی علاقہ میں شامل ہیں یمن کے شمال مغرب میں اس کے ساتھ ہی ملحقہ علاقہ نجران ہے جہاں کے عیسائیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ کے لئے بلایا تھا۔

(۳) نجد وسط عرب میں ایک وسیع اور شاداب علاقہ ہے۔ قبائل غطفان اور سلیم اسی جگہ آباد تھے۔ یمامہ جو یمن کے جنوب مشرق میں ہے اس کی شہرت کی وجہ زیادہ تر یہ ہے کہ مسلیمہ کذاب جس نے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا اس صوبے میں پیدا ہوا تھا۔ جسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت حمزہ کے قاتل وحشی نے مسلمان ہونے کے بعد قتل کر دیا تھا۔

(۴) خیبر نجد کے شمال مغرب میں حجاز کے ساتھ ملا ہوا ایک چھوٹا سا علاقہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں یہود کا بہت بڑا مرکز تھا۔ تیما جو خیبر کے شمال مشرق میں واقع ہے یہاں بھی اس زمانہ میں یہود ہی کا دور دورہ تھا۔ تیما کے نزدیک ہی حجر یا مدائن صالح کا مشہور تاریخی مقام ہے جہاں حضرت صالح کی تکذیب کرنے کی وجہ سے قوم ثمود ہلاک ہوئی تھی۔ اور آنحضرت ﷺ کا جب غزوہ تبوک کی طرف جاتے ہوئے اس مقام سے گزر ہوا تو حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو اس جگہ کے پانی سے گوندھے آٹے پھینکوا دیئے اور تیز تیز چلنے کا حکم دیا۔ حجر کے غربی جانب ساحل سمندر کی طرف مدین کا علاقہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شادی کی تھی۔

(۵) حضر موت یمن کے مشرق کی طرف ایک مشہور علاقہ ہے۔ مہرہ کا علاقہ بھی حضر موت کے ساتھ ملتا ہوا مشرق کی طرف واقع ہے۔

(٦) عمان عرب کے ایک مشرقی علاقے کا نام ہے جس کا دارالخلافہ مسقط ہے جو ایک بارونق شہر ہے۔

الاحقاف۔ یمامہ (۷) اور حضر موت کے درمیان وسیع اور معروف علاقہ ہے قوم عاد جس کی طرف حضرت ہود علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اسی علاقہ میں رہتی تھی۔

(۸) الحاء مشرق میں خلیج فارس کے ساحل کے ساتھ کا علاقہ ہے جس کے قریب ہی بحرین کے جزائر ہیں۔ جن کی وجہ سے بسا اوقات الحاء کو بحرین بھی بولتے ہیں بحرین کے ساحل سے موتی نکالے جاتے ہیں۔

عائلی زندگی کے حوالے سے تعلقات کو درست کرنا ہو گا

عائلی زندگی وہی ہے جو اس نور کی عائلی زندگی تھی جو حضرت محمد ﷺ کی ذات میں خدا کا نور چمکا ہے اور اس عائلی زندگی کے حوالے سے ہمیں اپنے تعلقات کو درست کرنا ہو گا اگر کسی معاشرے سے وفا اٹھتی چلی جا رہی ہے اور حیا اٹھتی چلی جا رہی ہے تو حضرت محمد ﷺ کی عائلی زندگی اس معاشرے کو پیغام دیتی ہے کہ مجھ سے دور ہو۔ مجھ سے کٹے ہوئے ہو اور جب تک میری ذات کے ساتھ پیوستہ نہ ہو جاؤ تمہیں امن نصیب نہیں ہو سکتا۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قراردادِ تعزیت

یہ دنیا دار الفنا ہے۔ ہر شخص کو داعی اجل کی آواز پر لبیک کہنا ہے۔ ایسے افراد جنہوں نے ایک عرصہ اس دنیا میں گزارا ہو اور اپنی زندگی کے انمٹ نقوش چھوڑے ہوں۔ ایسے افراد کا خلا ضرور محسوس ہوا کرتا ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے۔ کہ زندہ قوموں میں جانے والوں کی جگہ لینے کے لئے اور افراد خدا تعالیٰ عطا کردیا کرتا ہے۔

گزشتہ چند ماہ میں ایسی ہی کچھ ہستیاں ہم سے جدا ہو گئی ہیں اور آج ہم ان کے لئے اپنے دلی جذبات کے اظہار کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ ان میں سے پہلی بزرگ ہستی حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی ہے۔ آپ ۲۸ مئی ۱۹۹۳ء بروز جمعہ۔ قضائے الٰہی وفات پاگئے۔ آپ نومبر ۱۸۹۴ء کو کپور تھلہ (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش پر حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آپ کے والد حضرت منشی ظفر احمد صاحب کو خط لکھا کہ "لڑکا نوزاد مبارک اس کا نام محمد احمد رکھیں خدا تعالیٰ باعمر کرے" تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے ۱۹۲۱ء میں وکالت شروع کر دی۔ کشمیر اور ملکانہ کے مظلوموں کے حق میں بہت سے مقدمات کی پیروی کی۔ آپ کی خدمات جلیلہ بہت وسیع ہیں۔ انتہائی مختصر ذکر اس طرح پر ہے۔

آپ ۱۹۴۸ء سے تادم آخر امیر ضلع فیصل آباد رہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے دور امامت میں ۱۹۶۴ء اور ۱۹۶۵ء میں صدر مجلس شوریٰ رہے۔ علاوہ ازیں آپ افتاء کمیٹی کے صدر، وقف جدید کے صدر۔ صد سالہ جوبلی کے صدر۔ ممبر نگران بورڈ بھی رہے۔ آپ ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی میں جانے والے جماعتی وفد میں بھی شامل تھے۔

آپ کا ایک امتیازی کارنامہ علم لسانیات کے حوالہ سے تھا کہ عربی ام الالسنہ ہے۔ آپ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتاب "منن الرحمٰن" کو بنیاد بناتے ہوئے ۳۶ سالہ تحقیق کا نچوڑ کئی مایہ ناز کتب کی صورت میں پیش کیا جس میں آپ نے ۵۰ زبانوں کے مفردات کا عربی سے ہونا ثابت کیا ـ۔ مختصر یہ کہ آپ ایک متبحر عالم۔ اردو اور فارسی زبان کے قادر الکلام شاعر۔ انتظامی صلاحیتوں سے معمور اور ایک فدائی خادم سلسلہ تھے۔

"آپ کی وفات پر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور فرمایا۔

"مجھے ان سے گہری ذاتی محبت تھی.....اگر تابعینؑ نے کبھی... (رفقاء) کا سا رنگ اختیار کیا ہے تو حضرت شیخ صاحب اس کی بہترین مثال تھے فرمایا۔ میں نے یہ شعر خاص طور پر ان کو ذہن میں رکھ کر کہا ہے۔

یہ شجر خزاں رسیدہ ہے، مجھے عزیز یا رب
یہ اک اور فصل تازہ کی بہار تک تو پہنچے

(خطاب فرمودہ ۲۹ مئی ۱۹۹۳ء)

دوسرے بزرگ حضرت مولانا چوہدری محمد شریف صاحب ہیں

آپ ۸۱ برس کی عمر میں مورخہ ۳۰/جولائی ۱۹۹۳ء کو انتقال فرما گئے آپ ۱۲ جنوری ۱۹۱۳ء کو جھنگڑ کلاں ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ جامعہ احمدیہ قادیان سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ کچھ عرصہ اندرون ملک دعوت الی اللہ کے فرائض سر انجام دیتے رہے ۱۹۳۸ء میں آپ کو بلاد عربیہ میں بھجوایا گیا جہاں آپ بڑی محنت اور تندھی سے اپنے فرائض منصبی بجالاتے رہے۔ یہاں آپ ایک عربی جریدہ "البشریٰ" کے بھی ایڈیٹر رہے ۱۹۵۵ء میں آپ واپس وطن تشریف لائے اور ۱۹۶۱ء میں آپ واپس گیمبیا تشریف لے گئے۔ یہاں جانیوالے آپ پہلے باقاعدہ مرکزی مربی تھے۔ آپ ہی کے ذریعہ گیمبیا کے سابق گورنر جنرل سر ایف۔ ایم۔ سنگھاٹے صاحب احمدیت کی آغوش میں آئے۔ ۱۹۷۳ء میں وطن واپس آنے کے کچھ عرصہ بعد آپ کے سپرد جامعہ احمدیہ میں تدریس کے فرائض ہوئے اور وفات تک آپ اس مادر علمی کے معماروں میں شامل رہے۔

محترم مولانا دعاگو اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے بے نفس۔ سادہ۔ اصولوں کے پابند اور منکسر المزاج شخصیت تھے۔ آپ اپنے طلباء اور مربیان کے لئے باقاعدہ دعا کیا کرتے تھے۔

محترم مولانا ایک جید عالم دین بھی تھے۔ آپ کئی کتب کے مصنف تھے نیز آپ نے کئی کتب کے عربی تراجم کئے۔

تیسرے بزرگ محترم مولانا غلام باری صاحب سیف ہیں

آپ ۱۳/ جولائی ۱۹۹۳ء کی صبح بعمر ۷۳ سال اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ قادیان سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے ہندوستان کے بعض علماء سے مزید علم حدیث پڑھا اور عربی زبان کی اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ کو بیروت بھی بھجوایا گیا۔

آپ عرصہ دراز تک جامعہ احمدیہ میں بطور پروفیسر خدمات بجالاتے رہے۔ اور وائس پرنسپل بھی رہے۔ آپ بڑے بذلہ سنج اور شگفتہ طبع تھے۔ آپ ایک منجھے ہوئے مقرر تھے۔ جلسہ سالانہ اور دیگر مواقع پر آپ کی تقاریر جادو اثر ہوا کرتی تھیں۔ سیرت آپ کا خاص موضوع تھا۔ سیرت النبی ﷺ کے دلنشین واقعات اس انداز سے اور اس رقت سے سناتے تھے کہ سماں بندھ جاتا تھا۔

آپ قلم کے بھی دھنی تھے۔ آپ متعدد کتب کے مصنف تھے۔ نیز ماہنامہ خالد اور انصار اللہ کے ایڈیٹر بھی رہے۔

محترم مولانا ممبر قضاء بورڈ۔ رکن تدوین فقہ کمیٹی۔ ممبر مجلس افتاء۔ مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصار اللہ کے نائب صدر کی حیثیت سے خدمات بجالاتے رہے۔

اور چوتھے بھائی جن کا ذکر کرنا مقصود ہے وہ مکرم مرزا محمد یوسف صاحب نیرؔ ہیں۔

جو ۲۹/ اگست ۱۹۹۳ء کو ۴۳ سال کی عمر میں اچانک دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرما گئے۔ آپ ۱۹۵۰ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۷۳ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد میدان عمل میں گئے۔ آپ نے تقریباً ۲۱ سال کا عرصہ دعوت الی اللہ کے میدان میں گزارا آپ کھاریاں۔ پتوکی۔ سانگلہ ہل۔ بہاولپور۔ اور ڈیرہ غازیخان میں مربی سلسلہ تعینات رہے۔ اسی طرح نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ میں بھی چند سال خدمات دینیہ بجا لاتے رہے۔ وفات سے قبل آپ رشتہ ناطہ میں خدمات بجالا رہے تھے۔ آپ ایک چاق و چوبند۔ فرائض منصبی کو ذمہ داری سے ادا کرنے والے اور اطاعت گزار مخلص خادم سلسلہ تھے۔ آپ ہمارے محترم استاد مرزا محمد الدین صاحب ناز کے چھوٹے بھائی تھے۔ ہم ان سب بزرگوں کے جملہ اہل خانہ کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان جانیوالوں کو اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے توفیق بخشے۔ اور خود ان کا معاون و محافظ ہو جائے۔

ہم ہیں جملہ طلباء۔ کارکنان و اساتذہ جامعہ احمدیہ ربوہ

کوئی احمدی رات کو بھوکا نہیں سونا چاہئے
(امام جماعت احمدیہ الثالث)

بقیہ : ص ۳

لاہور، ۲۱ نومبر، ۱۹۹۲ء)

مگر اس کے دس بارہ روز بعد "مقتدرہ قومی زبان" کی طرف سے مذکورہ خبر کی تردید بھی روزنامہ جنگ، لاہور ہی میں آگئی۔ اس کے الفاظ یوں تھے:۔

اردو کے آٹھ حروف متروک نہیں کئے جا رہے، مقتدرہ قومی زبان

(روزنامہ جنگ. لاہور، یکم دسمبر، ۱۹۹۲ء)

یہ ایک حوالہ ہے ان حملوں کا جو بعض اوقات اردو زبان پر ہوتے رہتے ہیں۔ اس سے بہت پہلے ایک دفعہ ۱۹۷۱ء میں اردو زبان کا مسئلہ حل کرنے لئے یہ سفارش کی گئی کہ رومن رسم الخط کو رواج دیا جائے۔ اس پر مولانا صلاح الدین احمد (مدیر ادبی دنیا) نے اپنے ایک مقالے میں صدر مملکت سے با ادب برملا کہا: ہمارے جیتے جی ایسا نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ اس فیصلے کو واپس لے لیا گیا۔ پھر ایک تجویز اسی دور میں سامنے آئی کہ تمام علاقائی زبانوں کے الفاظ اردو میں ملا کر ایک زبان "پاکستانی" کے نام سے بنائی جائے۔ یہ منصوبہ بھی اپنی موت آپ ہی مرگیا۔ الغرض اردو کا نام ہی باجتا ہے اور اسی نام سے اب اس کو بین الاقوامی شہرت مل چکی ہے۔ بعض بیرونی ممالک کی یونیورسٹیوں میں اردو ایک مضمون کے طور پر داخل نصاب ہو چکی ہے۔ بعض ملک اپنے سفارتی عملے کو اردو زبان سکھا کر پاکستان بھجواتے ہیں۔ اردو کی اہمیت اور مقام متقاضی ہے کہ حکومت اسے سرکاری طور پر اپنے حکم نامے کے ذریعے پورے ملک میں دفتری زبان کے طور پر لاگو کرے۔ اس لئے کہ یہی وہ واحد زبان ہے۔ جو چاروں صوبوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کر سکتی ہے۔ یہی واحد ذریعہ اظہار ہے، جسے چاروں صوبوں کے پاکستانی باہمی ملاپ کے وقت استعمال کرتے ہیں۔ یہ سب خوبیاں تقاضا کرتی ہیں کہ اردو کو صرف نام کی قومی زبان تک نہ رہنے دیا جائے بلکہ ہر سطح پر اسے کام کی زبان بنایا جائے۔ اس کا دامن وسیع ہے اور اس کا لہجہ فصیح ہے۔ یہ ہر شعبہ زندگی میں یکساں کارآمد ہے۔ آخر اردو کا یہ حق کب تسلیم کیا جائے گا؟

تقویٰ کی جان عبادتوں میں ہے وہ قوم جو عبادت سے خالی ہو جائے وہ تقویٰ سے خالی ہو جایا کرتی ہے۔
(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضیاء اللہ ظفر- مربی سلسلہ

برونائی-دار السلام

تاریخ:۔ تاریخ شاہد ہے کہ سولھویں صدی سے ۱۹ویں صدی تک برونائی ایک طاقتور۔ مضبوط اور مستحکم سلطنت تھی۔ برونائی کی حکمرانی بورنیو کے پورے جزیرے پر تھی۔ اس کے علاوہ جزائر سولو اور فلپائن کے کچھ حصے بھی برونائی کی سلطنت میں شامل تھے۔ ۱۸۴۱ء میں وقت نے کروٹ بدلی۔ برونائی کا زوال شروع ہوا۔ آس پاس کے جزائر پر اس کی گرفت کمزور ہونے لگی اور اس کا اپنا وجود خطرے میں پڑ گیا۔ برونائی نے اپنے تحفظ کے لئے برطانیہ سے مدد مانگی۔ اس طرح ۱۸۸۸ء میں برونائی کا برطانیہ سے دفاعی معاہدہ ہوا۔ لیکن حالات نے برونائی کو برطانیہ کی محکومیت پر مجبور کیا۔ برونائی اگرچہ ۱۹۰۵ء میں برطانیہ کا محکوم ہو گیا تاہم وہ اپنی مشکلات پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا۔ آخر ۱۹۵۹ء میں وہ وقت آیا جب برونائی کے حالات برونائی کی حکومت کے لئے سازگار ہو گئے۔ داخلی صورت حال کا جائزہ لینے کے بعد برطانیہ نے برونائی کو مکمل اختیارات واپس کر دیئے۔ لیکن امور خارجہ اور دفاع کے مسائل خود حل کرتا رہا۔ برونائی کی کوشش اور برطانیہ کے تعاون سے حالات مزید ساز گار ہو گئے چنانچہ ۱۹۸۳ء کے اختتام پر برطانیہ نے برونائی کو مکمل آزادی کا مژدہ سنایا اس طرح یکم جنوری ۱۹۸۴ء کو برونائی نئی سرحدوں اور ایک نئے نام یعنی برونائی دار السلام سے دنیا کے نقشے پر ابھرا۔

دار السلام آج برونائی کے شمالی علاقے پر قائم ہے جس میں شمال مغربی ساحل بھی شامل ہے۔

حدود اربعہ:۔ مغرب میں بحیرہ جنوبی چین ہے۔ اور برونائی کے دو طرف شہر۔ شمال اور جنوب میں ملیشیا کی ریاستیں سالاک اور ساراک ہیں۔ برونائی دار السلام کا تین چوتھائی حصہ گھنے جنگل سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس لئے زراعت ملک کے صرف تین فی صد رقبے پر ہوتی ہے۔ اس زمین پر ناریل۔ پھل۔ چاول۔ مرچ انناس اور سبزیاں پیدا کی جاتی ہیں۔ بعض کاشتکار مویشی اور مرغیاں پالتے ہیں۔

قدرتی وسائل:۔ برونائی دار السلام سب سے زیادہ فائدہ اپنے قدرتی وسائل سے اٹھاتا ہے۔ قدرتی وسائل میں تیل۔ گیس اور عمارتی لکڑی اس ملک کی اقتصادیات میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ شمال مغربی ساحل پر مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں۔ جو ملکی غذائی ضروریات میں معاون ہوتی ہیں۔

رقبہ:۔ برونائی دار السلام کا رقبہ ۵۷۶۵۔ مربع کلومیٹر ہے اس کی آبادی تقریباً تین لاکھ اٹھانوے ہزار ہے۔ آبادی میں اضافہ ۶.۳ فی صد کی شرح سے ہو رہا ہے۔ اس طرح ایک مربع میل میں ۱۷۹.۰، افراد آباد ہیں۔

فی کس آمدنی ۸۱.، ڈالر ہے۔ اس آمدنی کا انحصار تیل اور قدرتی گیس پر ہے۔ تیل کے ذخائر ۱۱۵۲ ملین بیرل ہیں۔ جس سے ۴۹.، ملین بیرل تیل تیار کیا جاتا ہے۔ صاف شدہ، ملک میں بالکل استعمال نہیں کیا جاتا۔ سب کا سب برآمد کر دیا جاتا ہے۔

قدرتی گیس کے ذخائر ۱۳۱۷ ارب مکعب میٹر ہیں۔ ملکی ضروریات کے لئے ۲۲۵.، ملین مکعب میٹر گیس استعمال کی جاتی ہے۔ گیس استعمال کرنے کی فی کس شرح ۶۶۲۹ مکعب میٹر ہے۔

برونائی سال میں دو کروڑ اٹھاسی لاکھ دس ہزار کلو واٹ بجلی تیار کرتا ہے۔ ملکی ضروریات کے لئے ایک ہزار تیس ملین کلو واٹ بجلی فی گھنٹہ استعمال کی جاتی ہے۔ جس کی فی کس شرح تین ہزار پچیس کلوواٹ فی گھنٹہ ہے۔

تیل اور گیس برآمد کر کے جو رقم حاصل کی جاتی ہے اس سے روزمرہ کی استعمال کی اشیاء اور خوراک وغیرہ کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ اس طرح برآمدات میں مختلف قسم کی مصنوعات اجناس۔ کیمیاوی اشیاء۔ مشروبات۔ تمباکو۔ توانائی۔ مشینیں اور کل پرزے قابل ذکر ہیں۔

تعلیم:۔ برونائی دار السلام میں تعلیم پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے ۹۵ فی صد لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ تعلیم کے لئے پرائمری سکول کی تعداد ۱۵۹.، ہے سکینڈری سکول ۲۷.، ہیں اور گرلز بیبول کا سکول صرف ایک ہے۔

آبادی:۔ ملک میں مالے اصل باشندے ہیں جن کی آبادی میں شرح ۶۹ فی صد ہے ان کے علاوہ ۱۸ فی صد چینی اور دوسرے ممالک کے باشندے رہتے ہیں۔ آبادی میں مسلمانوں کی شرح ۶۳.، فی صد ہے۔ بدھ ۱۴.، فی صد عیسائی ۱۰.، فی صد اور باقی مذاہب کے تیرہ فی صد ہیں۔

زبان:۔ مالے ملک کی زبان ہے اور یہی سرکاری زبان بھی ہے۔ مالے بولنے والوں کی تعداد پچاس فی صد ہے۔ برونائی بولنے والے ۱۹.، فی صد چینی بولنے والے تیرہ فی صد اور انگریزی بولنے والے تین فی صد ہیں۔

سہولیات:۔ ملک میں ہر چار افراد میں سے ایک پاس ٹیلی ویژن ہے۔ ہر تین کے افراد میں سے ایک پاس ریڈیو ہے۔ اور ہر چھ میں سے ایک کے پاس ٹیلی فون ہے۔

دار الحکومت:۔ ملک کا سب سے بڑا شہر مانسری بھگوان ہے۔ جو دار الحکومت بھی ہے۔ اس کے علاوہ دو بڑے شہروں چیلیا اور کوبالو بیلیے کو بھی شمار کیا جاتا ہے۔ ان شہروں میں سیاحوں کا آنا جانا رہتا ہے۔

سالِ نو تحریک جدید کے لئے مناسب تیاری کی ضرورت ہے

اس عظیم الشان تحریک کو جاری کرنے والے مقدس وجود سیدنا حضرت امام جماعت الثانی نے اس کے آغاز ہی میں تحریک جدید کی حقیقت اور غرض وغایت ان الفاظ میں بیان فرمادی تھی۔ فرمایا:۔

"ایک مدت سے میری خواہش تھی کہ جماعت کو سادہ زندگی کی عادت ڈالوں۔" (کتاب مطالبات صفحہ ۱۵)

تعلیم و تربیت کا یہ ہمہ گیر منصوبہ جو تحریک جدید کے نام سے موسوم ہے کی بنیاد دراصل سادہ زندگی پر ہے اس لئے بجاطور پر کہا جاسکتا ہے کہ وہ منصوبہ جو ستائیس مطالبات پر مشتمل ہے ان میں سے اگر مطالبہ اول یعنی سادہ زندگی پر عمل نہ کیا جائے تو یہ منصوبہ سو فیصدی حد تک کامیاب نہیں ہو سکتا۔

سادہ زندگی کے لوازمات

جماعت میں سادہ زندگی کو اس کی گہرائی تک رواج دینے کے لئے حضور نے جن اہم باتوں کی طرف توجہ دلائی وہ حضور کے درج ذیل ارشاد سے ظاہر ہے۔

"تعلیم و تربیت کو مد نظر رکھتے ہوئے سادہ غذا، سادہ لباس، خود ہاتھ سے کام کرنا۔ سینما کا ترک۔ غریبوں کی امداد۔ بورڈنگ جدید اور ورثہ وغیرہ کام تجویز کئے گئے ہیں۔ اور یہ تمام باتیں ایسی ہیں کہ جن کو کسی وقت بھی ترک نہیں کیا جاسکتا۔" (مطالبات)

مطالبہ سادہ زندگی کی اہمیت

اس بنیادی مطالبہ یعنی سادہ زندگی کی اہمیت واضح کرنے کے لئے اس تحریک کے موئسس سیدنا حضرت امام جماعت الثانی نے بڑی تکرار کے ساتھ جماعت کے سامنے ایسے معنی خیز نکات ارشاد فرمائے کہ گویا کوزے میں دریا کو بند کر دیا گیا ہے۔ فرمایا:۔

"سادہ زندگی کی تحریک کوئی معمولی نہیں بلکہ دراصل دنیا کے آئندہ امن کی بنیاد اسی پر ہے" (مطالبات صفحہ ۲۳)

"یہ اس مطالبہ سادہ زندگی کا مذہبی پہلو تھا کہ دوئی کی روح کو مٹایا جائے۔ دوسرا پہلو اس مطالبہ کا اقتصادی تھا۔ اس میں میرے مد نظر یہ بات تھی کہ اگر جماعت بغیر بچت کرنے کے چندوں میں زیادتی کرتی جائے گی تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ کمزور ہوتی جائے گی اس لئے میں نے سوچا کہ ان میں کفایت شعاری کا مادہ پایا جائے" (مطالبات صفحہ ۲۴)

ان مثبت پہلوؤں کے ساتھ ساتھ آپ نے منفی پہلو پر توجہ دلائی اور فرمایا۔

"علاوہ ازیں سادہ زندگی اختیار نہ کرنے کے نتیجہ میں نہ وہ اخوت پیدا ہو گی جس سے روحانی سلسلے ترقی کرتے ہیں اور نہ غربت اور امارت کا فرق دور ہو گا" (مطالبات صفحہ ۲۵)

اس عظیم الشان تحریک پر بفضلِ خدا ۵۹ سال کا عرصہ گزر چکا ہے جو قوموں کی زندگی میں کوئی لمبا عرصہ نہیں سمجھا جاتا تاہم اس عرصہ میں اس پاکیزہ تحریک کی بے پایاں برکات جو روئے زمین پر محیط ہیں اس عظیم الشان تحریک کی افادیت پر بخوبی دلالت کرتی ہیں۔ بجاطور پر اس پر یہ محاورہ صادق آتا ہے۔

"آفتاب آمد دلیل آفتاب"

اس سلسلہ میں کسی طول طویل مضمون کی ضرورت نہیں تاہم ایک مختصر سا مضمون بطور یاددہانی عرض کیا جانا ضروری تھا سو نئی پود کے لئے ان امور کی یاددہانی جو اس کی نظر میں اتنی اہم نہیں جتنی کہ وہ حقیقت میں ہیں ان چند سطور کے ذریعہ کافی ہو گی۔

(وکیل المال اول)

ایک گزارش

○ یاد رفتگان کے سلسلہ میں اگر کسی وفات یافتہ کے متعلق ایک سے زیادہ مضمون موصول ہوں تو دیکھا گیا ہے کہ پہلے مضمون کے بعد باقی مضامین میں نوے فی صد وہی باتیں ہوتی ہیں جو پہلے مضمون میں شائع ہو چکی ہوتی ہیں جن کا دہرانا ضروری نہیں ہوتا اس لئے شائع شدہ مضمون کو مد نظر رکھ کر اگر کوئی نئی بات ہو تو تحریر فرمائیں ورنہ پہلے مضمون پر اکتفا کریں۔

(ادارہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

نمایاں کامیابی کا شکرانہ

○ محترم صوفی بشارت الرحمان صاحب وکیل التعلیم تحریک جدید اطلاع دیتے ہیں کہ۔

عزیزہ وجیہہ بشریٰ بنت مکرم پروفیسر مرزا بشیر احمد صاحب نوشہرہ کینٹ کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایف اے کے امتحان میں نمایاں کامیابی عطا فرمائی اور وہ وظیفہ کی حقدار قرار پائیں۔ عزیزہ نے یہ نیت کی تھی کہ وہ وظیفہ کی پہلی قسط شکرانہ کے طور پر دین کی خدمت کے لئے وقف کریں گی چنانچہ مبلغ چار صد روپیہ جو پہلی قسط کے طور پر انہیں ملا وہ انہوں نے اعانت الفضل کے طور پر بھجوایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ عزیزہ کو پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر کامیابی عطا فرمائے۔ انہوں نے اب تھرڈ ائر کا امتحان دیا ہوا ہے اس میں بھی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مجلس انصار اللہ پاکستان کے مرکزی امتحان سہ ماہی سوم ۱۹۹۳ء کے حل شدہ پرچے مرکز کو بھجوانے کی آخری تاریخ میں دو ہفتہ کی توسیع کی جارہی ہے۔ زعماء کرام اب اپنی مجلس کے حل شدہ پرچے ۱۴۔ اکتوبر ۹۳ء تک مرکز کو بھجوا سکتے ہیں۔

مرکزی امتحان سہ ماہی چہارم ۹۳ء دس دسمبر ۹۳ء کو منعقد ہو گا۔ زعماء کرام زیادہ سے زیادہ انصار کو ان علمی پروگراموں میں عملاً شریک کریں۔

(قائد تعلیم۔ مجلس انصار اللہ پاکستان)

سانحہ ارتحال

○ مکرم نذیر احمد عباسی لاہور کینٹ کی اہلیہ سعیدہ بیگم صاحبہ جو مکرم قاضی محمد اسلم صاحب کی بھانجی تھیں، ۲۷۔ ستمبر کو بوقت مغرب لاہور میں وفات پا گئیں۔ ۲۸۔ ستمبر کو ان کی میت ربوہ لائی گئی۔ جنازہ بیت المبارک میں بعد ظہر مکرم مولانا محمد سعید صاحب انصاری نے پڑھایا۔ موصوفہ موصیہ تھیں لہٰذا تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ بعد تدفین مکرم انصاری صاحب نے ہی دعا کرائی۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

الفضل کی قیمت میں اضافہ

اخباری کاغذ کی قیمت و دیگر اخراجات میں اضافہ کی وجہ سے ملکی اخبارات نے قیمتوں میں اضافہ کیا ہے۔ مجبوراً روزنامہ الفضل کے سالانہ چندہ میں یکم نومبر ۹۳ء سے ۲۰۰ روپے سالانہ اضافہ کیا جارہا ہے۔ نئی قیمتیں درج ذیل ہونگی۔

اندرون پاکستان

سالانہ چندہ	۶۰۰/- روپے
ششماہی چندہ	۳۰۰/- روپے
سہ ماہی چندہ	۱۵۰/- روپے
خطبہ نمبر سالانہ	۱۲۰/- روپے
فی پرچہ	۲/- روپے

بیرون پاکستان

	صرف خطبہ نمبر	ہفتہ وار پیکٹ	روزانہ پیکٹ
۱۔ خلیجی ریاستیں، سعودی عرب، مصر، الجیریا	۱۶ڈالر	۶۵ڈالر	۹۰ڈالر
۲۔ انگلستان، یورپ، افریقہ، جاپان، انڈونیشیا	۲۰ڈالر	۸۰ڈالر	۱۱۰ڈالر
۳۔ کینیڈا، یونائیٹڈ سٹیٹس	۲۵ڈالر	۱۱۰ڈالر	۱۲۵ڈالر
۴۔ جنوبی امریکہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فجی	۳۰ڈالر	۱۱۵ڈالر	۱۵۵ڈالر
۵۔ بھارت، نیپال، بھوٹان، سری لنکا	۱۰ڈالر	۵۰ڈالر	۶۰ڈالر
۶۔ بنگلہ دیش، ایران، عراق، اردن، شام، ترکی	۱۰ڈالر	۴۵ڈالر	۵۰ڈالر

(مینیجر الفضل)

بقیہ : ص ۱

دیگر احباب بھی الفضل انٹرنیشنل کی خدمت سے گریز نہیں کریں گے۔

خدا کرے یہ اخبار نہ صرف کامیابی سے جاری رہے بلکہ بیش از پیش ترقی کرتا ہوا ہفتہ وار کی بجائے روزنامہ میں تبدیل ہو جائے لیکن ابھی اس سفر میں بہت سے اہم مراحل اور بھی طے کرنے ہونگے۔

جماعت احمدیہ عالمگیر کو الفضل کا یہ نیا دور مبارک ہو۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

(امام جماعت احمدیہ) الرابع

شیزان

پاکستان میں
تازہ پھلوں کی مصنوعات
بنانے والا
سب سے بڑا ادارہ

Shezan International Ltd., Lahore-Karachi.

adcom 111-89

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۱۰ اکتوبر- موسم اعتدال کی طرف مائل ہے- ربوہ کا درجہ حرارت: ۳۳ درجے سنٹی گریڈ

○ ملک بھر میں چاروں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات بھی آزادانہ اور منصفانہ طور پر پرامن فضا میں منعقد ہو گئے- صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں قومی اسمبلیوں کے انتخابات کی نسبت زیادہ گہما گہمی تھی-

○ ووٹوں کی شرح کا تناسب مجموعی طور پر ۴۲ % رہا- پنجاب میں یہ شرح ۴۸ %' سرحد میں ۳۸ %' سندھ میں ۳۶ % اور بلوچستان میں ۲۸ فیصد رہی-

○ جو اہم رہنما مختلف صوبوں میں صوبائی اسمبلی کا انتخاب ہار گئے ہیں ان کے نام یہ ہیں- پنجاب سے جہانگیر بدر' طارق رحیم منظور وٹو- ملک حاکمین' سعید منہیس' منظور چنیوٹی' پرویز الٰہی ایک سیٹ سے جیتے اور ایک سے ہارے- سرحد سے فرید طوفان' نوابزادہ محسن علی' ہمایوں سیف اللہ- سندھ سے منظور احمد جتوئی' سید غوث علی شاہ' سید مظفر شاہ ایک حلقے سے جیتے ایک سے ہارے- بلوچستان سے اسلم رئیسانی اور فتح محمد حسنی-

○ جو اہم رہنما مختلف صوبوں سے جیتے ان کے نام یہ ہیں پنجاب سے نثار علی خان' شہباز شریف' حامد ناصر چٹھہ- سندھ سے سید قائم علی شاہ- ممتاز بھٹو' مرتضیٰ بھٹو- سرحد سے آفتاب شیرپاؤ- سردار مہتاب احمد عباسی- بلوچستان سے ثناء اللہ زہری' سلیم بگٹی' جام یوسف-

○ سرحد اور بلوچستان دونوں میں مذہبی جماعتیں بہت ہی کم ووٹ لے سکی ہیں- جمیعت علمائے اسلام فضل الرحمان گروپ نے سرحد سے صرف ایک سیٹ لی ہے-

○ صوبائی اسمبلی کے انتخاب کے دن محترمہ بے نظیر بھٹو لاہور میں رہیں اور اپنی پارٹی کی کامیابی کی آخری کوشش کی لیکن صوبائی انتخابات میں بھی لاہور سے پیپلز پارٹی کامیاب نہیں ہوئی-

○ الیکشن کمیشن نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے کامیاب امیدواروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے گوشوارے فوری طور پر داخل کردیں- اگر قومی اسمبلی کے کامیاب امیدواروں نے اپنے گوشوارے ۱۳- اکتوبر تک اور صوبائی اسمبلیوں کے کامیاب امیدوار ۱۶- اکتوبر تک اپنے گوشوارے جمع نہ کرواسکے تو ان کی کامیابی کا سرکاری اعلان نہیں کیا جائے گا-

○ صومالیہ کے باغی جنرل آئیدید نے امریکہ کے صدر کلنٹن کی شرائط تسلیم کرلی ہیں اور امن کے قیام کے لئے بات چیت اور جنگ بندی پر آمادگی ظاہر کی ہے- ادھر صدر کلنٹن نے مزید ۵- ہزار فوجی جن کے ساتھ ٹینک' ہیلی کاپٹر' بحری جنگی جہاز' لڑاکا بمبار اور میزائل بردار جہاز شامل ہیں صومالیہ بھیج دیئے ہیں-

○ مسلمانوں نے بوسنیا میں کروشیا کی افواج پر تین اطراف سے زبردست حملہ کر کے ان کو گھیرے میں لے لیا ہے-

○ مبصرین کا خیال ہے کہ اگر کوئی فریق قومی اسمبلی میں اپنی اکثریت ثابت نہ کرسکا تو صدر کو نئے انتخابات کرانے پڑیں گے-

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے پارٹی معاملات میں پنجاب پیپلز پارٹی کے صدر جہانگیر بدر کی چھٹی کروادی ہے- لاہور کے نتائج پر محترمہ نے برہمی کا اظہار کیا اور جہانگیر بدر کا کوئی عذر قبول نہ کیا- دورۂ لاہور کے موقعہ پر پہلی بار جہانگیر بدر ساتھ نہ تھے- لاہور کے معاملات کی نگرانی محترمہ نے شیخ رفیق کے سپرد کردی ہے-

○ جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین جنرل شمیم عالم نے کہا ہے کہ فوج نے انتخابی نتائج کے بعد کے حالات کی کوئی گارنٹی نہیں دی- نتائج کے بعد اب جو صورت حال پیدا ہوئی ہے سیاستدانوں کو خود اس کا حل نکالنا چاہئے-

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ نواز شریف سن لیں فیصلہ آچکا ہے وزیراعظم میں بنوں گی- انہوں نے کہا کہ ماضی کے تلخ تجربات کی روشنی میں عوام دوست حکومت قائم کروں گی-

○ صوبائی اسمبلیوں کے انتخابی نتائج کے مطابق صرف سندھ میں پیپلز پارٹی نے قطعی اکثریت حاصل کی ہے- اس کے علاوہ پنجاب میں وہی صورت حال ہے جو قومی اسمبلی میں ہے- یعنی کسی پارٹی کو قطعی اکثریت نہیں ملی- صوبہ سرحد میں اگرچہ پیپلز پارٹی نے سب سے زیادہ سیٹیں لی ہیں لیکن مسلم لیگ (ن) اور اے این پی کی مجموعی نشستیں پیپلز پارٹی سے زیادہ ہیں- پنجاب میں اگرچہ مسلم لیگ (ن) نے سب سے زیادہ نشستیں حاصل کی ہیں لیکن پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ چٹھہ گروپ کی نشستیں جمع کر کے مسلم لیگ (ن) سے زائد ہو جاتی ہیں تاہم قطعی اکثریت پھر بھی ان کو حاصل نہیں ہوتی اس لحاظ سے قطعی فیصلے کا انحصار آزاد امیدواروں اور اقلیتی امیدواروں کے ووٹوں پر یا چھوٹی چھوٹی پارٹیوں پر ہوگا-

○ پیپلز پارٹی کے ترجمان نے دعویٰ کیا ہے کہ اقلیتی نشستوں سے جیتنے والے ۴- افراد کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے-

آخری خبریں آنے تک مختلف صوبوں کی پارٹی پوزیشن یہ تھی-

پنجاب

مسلم لیگ (ن) = ۱۰۶
پیپلز پارٹی = ۹۴
مسلم لیگ (ج) = ۱۸
آزاد = ۱۷
نیشنل ڈیموکریٹک الائنس = ۲
متحدہ دینی محاذ = ۱
پاکستان اسلامک فرنٹ = ۱

سندھ

پیپلز پارٹی = ۵۶
ایم کیو ایم = ۲۷
مسلم لیگ (ن) = ۸
آزاد = ۵
این پی پی = ۲
شہید بھٹو کمیٹی = ۱

سرحد

پیپلز پارٹی = ۲۲
اے این پی = ۲۰
مسلم لیگ (ن) = ۱۵
آزاد = ۱۱
مسلم لیگ (ج) = ۴
پاکستان اسلامک فرنٹ = ۳
جمیعت مشائخ پاکستان = ۱
اسلامی جمہوری محاذ = ۱

بلوچستان

آزاد = ۹
مسلم لیگ (ن) ۶
جمہوری وطن پارٹی = ۵
بلوچستان نیشنل موومنٹ- حئی گروپ = ۴
پختون خواہ ملی عوامی پارٹی = ۴
پیپلز پارٹی = ۳
اسلامی جمہوری محاذ = ۳
بلوچستان نیشنل موومنٹ مینگل گروپ = ۲
پاکستان نیشنل پارٹی = ۱
دیہی اتحاد پارٹی = ۱
اے این پی = ۱
متحدہ دینی محاذ = ۱

خواتین توجہ فرمائیں

سلائی کٹائی' چائینیز اور کانٹیننٹل کھانے سیکھئے- (چھٹی بروز اتوار' سوموار)

.......رابطہ کے لئے......

عطیہ اکیڈمی ۲۱/۱۱ صدر جنوبی ۲ ربوہ

ہر قسم کے فریج- ڈیپ فریزر- ایئر کنڈیشنر خریدنے کے لئے ہمارے ہاں تشریف لائیں-

نیشنل الیکٹرونکس

۱- لنک میکلوڈ روڈ لاہور
جودھامل بلڈنگ - لاہور
فون: ۷۲۲۳۲۲۸ - ۳۵۷۳۰۹

پاکٹ ڈسپنسری
POCKET DISPENSARY
سات کیوریٹو خوشبوئیات
7 CURATIVE SMELLS

اب دیدہ زیب اور خوبصورت پرس میں
دستیاب ہیں
گھر، دفتر، سفر اور ہر جگہ کے لئے
آپکا اپنا ڈاکٹر، آپ کی ذاتی ڈسپنسری
پیش کردہ
کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل ربوہ- پاکستان
فون سیلز 211283' آفس 606' کلینک 771